Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

# The Juristic and Legal Theories on Permissibility and Prohibition in Wealth: An Applied Study of Shariah Maxims

# مال میں حلت و حرمت کے احکام: فقہی و قانونی نظریات کا قواعدِ فقہیہ کے تناظر میں اطلاقی مطالعہ

**Dr. Naseem Mahmood**
Postdoctoral Fellow, Islamic Research Institute, IIU, Islamabad
Faculty Department of Islamic Thought and Civilization
University of Management and Technology, Sialkot
**Email:** drnasimskt@gmail.com

**Dr. Abdul Aleem**
Assistant Professor, Department of Islamic Thought and Civilization
University of Management and Technology, Sialkot
**Email:** abdul.aleem@skt.umt.edu.pk

## Abstract

This article is a detailed discussion about the shariah and legal rules for the permissibility and prohibition of the wealth. Every member of the human society is need of earning and spending money and when this act will accord Shariah guidelines it will become the Ibadah which is the main objective of human creation. This research paper is a practical study of Shariah and contemporary Legal Maxims related to concept of Halal and Haram in financial matters. These maxims explain the sharia rulings in precise, comprehensive and short form and clearly mention the goal and objective of Islam in money making process. Which process of money making allowed in Islam and what steps in this regard Islam prohibits? Detail of these important issues is provided in this article. In this it has been made clear for the reader that Islam does not allow each and every mode for earning or having the property but there are some prescribed rules and regulations which must be followed in earning or spending the money. This article in a comprehensive study of practical juristic and legal approaches to observe the Shariah prohibition in earning money and it will enable the reader to refrain from any act in financial matters which may cause Shariah as well as the legal violation.

**Keywords:** Permissible, Prohibited, Need, Custom, Liability, Greater

OPEN ACCESS



CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 5, 2025

مال انسانی معاشرہ کے ہر فرد کی ضرورت ہے لیکن اس کے حصول اور صرف میں اگر اسلامی اصولوں کو عملاً اپنالیا جائے تو مال کا کمانا اور اس کا خرچ کرنا دونوں ہی عبادت بن جائیں گے۔ "مال میں حلت و حرمت کے احکام: فقہی و قانونی نظریات کا قواعدِ فقہیہ کے تناظر میں اطلاقی مطالعہ" ایسا تحقیقی موضوع ہے جو اسلامی معاشرہ میں کسب و صرفِ مال دونوں میں شفافیت پیدا کر کے انسان کے لئے روحانی اور ذہنی دونوں اعتبار سے تسکین کا سامان بنتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے ان سنہری اصولوں کا قواعدِ فقہیہ اور عصرِ حاضر کے قوانین کی روشنی میں اطلاقی نکتہ نظر کے تحت مطالعہ کیا گیا ہے تا کہ قاری کے لئے فقہی اور قانونی دونوں اعتبار سے مالیات میں حلت و حرمت کے اسلامی اصولوں کو سمجھ کر ان پر عمل پیرا ہونا آسان ہو سکے۔ اس موضوع سے متعلق بعض اہم قواعد فقہیہ کا ذیل میں فقہاءِ اسلام اور مروجہ قوانین کی روشنی میں جائزہ لیا جاتا ہے:

**ا۔ کسب و صرف میں حرام سے گریز:**

اسلامی تعلیمات میں مالیات میں ایک اہم اصول ہے چاہے مال کو حاصل کرنا مقصود ہو چاہے اس کا صرف کرنا دونوں صورتوں میں حرام سے گریز کیا جائے۔ قواعدِ فقہیہ کی رو سے جب اس حکم کا جائزہ لیا جائے تو فقہِ اسلامی میں درج ذیل قاعدہ اس کی وضاحت کرتا ہے:


OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

ماحرم استعمالہ حرم اتخاذہ[1] "جس کا استعمال حرام ہے اس کا پاس رکھنا بھی حرام ہے"

اس قاعدہ کا اطلاقی مطالعہ واضح کرتا ہے کہ اس کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے۔ قرآن کریم حرام اشیاء کے حوالے سے واضح طور پر حکم دیتا ہے کہ:

اِنَّمَا الۡخَمۡرُ وَالۡمَيۡسِرُ وَالۡاَنۡصَابُ وَالۡاَزۡلَامُ رِجۡسٌ مِّنۡ عَمَلِ الشَّيۡطٰنِ فَاجۡتَنِبُوۡهُ[2]

"بے شک شراب، جوا، بت اور پانسے ناپاک اور شیطانی کاموں میں سے ہیں لہذا ان سے اجتناب کرو"

یہاں ناپاک اشیاء کے بیان کے بعد ان سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے۔ اس بنیاد پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت کے مطابق جب شراب نوشی کی حرمت کا حکم آیا تو شراب کے تاجر صحابہ کرامؓ نے اس کی حرمت پر اس کو اپنے پاس رکھنا جائز نہ سمجھا بلکہ اس کو نالیوں میں بہا دیا اور اس کے مٹکے گلیوں میں توڑ دیئے[3]۔

یہی وجہ ہے کہ شراب، مردار، خنزیر اور اصنام جیسی حرام اشیاء کی بیع کو اللہ کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ حدیث کا اس حوالے سے حکم ان الفاظ میں ہے:

---

[1] ۔ الخطیب، محمد شربینی، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، کتاب عقد (الجزیۃ) للکفار، دار الفکر بیروت، لبنان، 4/246

[2] ۔ القرآن الکریم، 5:90

[3] ۔ مسلم بن حجان قشیری، الجامع الصحیح، کتاب الاشربۃ، باب تحریم الخمر وبیان انہا تکون من عصیر العنب ومن التمر والبسر والزبیب وغیرہا مما یسکر، قدیمی کتب خانہ کراچی، 1375ھ-1956م، 2/162


OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والأصنام[4]

"اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام قرار دیا ہے"

عصرِ حاضر میں پاکستان کے امتناعِ منشیات ایکٹ کے تحت ہیروئن، افیون، چرس اور دیگر نشہ آور اشیاء کا استعمال اور ان کا پاس رکھنا دونوں ممنوع اور قابل تعزیر جرم ہیں۔ چنانچہ اس کے پاس رکھنے کی ممانعت کو مروجہ قانون میں یوں بیان کیا گیا ہے:

No one shall produce, manufacture, extract, prepare, possess, offer for sale, sell, purchase, distribute, deliver on any terms whatsoever, transport, dispatch, any narcotic drug, psychotropic substance or controlled substance, except for medical, scientific or industrial purpose in the manner and subject to such conditions as may be specified by or under this Act or any other law for the time being in force[5].

"کوئی بھی شخص، ماسوائے کسی طبی، سائنسی یا صنعتی مقصد کے اور ماسوائے ان شرائط کے جو اس ایکٹ یا کسی بھی نافذ العمل قانون میں بیان کی گئی ہوں، کسی بھی قسم کی منشیات یا ذہن کو مفلوج کرنے والا مادہ یا سکون آور مادہ نہ پیدا کر سکتا ہے، بنا سکتا ہے، کشید،

[4] ۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب بیع المیتۃ والأصنام، قدیمی کتب خانہ، 1381ھ-1961م، 2/298؛ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب تحریم الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام، 2/23؛ النسائی، ابو عبدالرحمٰن احمد بن علی، السنن، کتاب الفرع والعتیرۃ، باب النہی عن الانتفاع بشحوم المیتۃ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2/191

[5] ۔Control of Narcotic Substances Act,Sction6,Imran Law Book House Lahore,Edition,2008, P: 33

Al-Asr International Research
Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 5, 2025

تیار، بیچ، خرید، تقسیم کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کو اپنی ملکیت میں رکھ سکتا یا اس کی ترسیل کر سکتا ہے" جیسا کہ پہلے واضح ہو چکا کہ مروجہ قانون نشہ آور اشیاء کی خرید و فروخت اور پاس رکھنے سے منع کرتا ہے مگر اس قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں اسی ایکٹ میں اس جرم کی سزایوں بیان کی گئی ہے:

Whoever contravenes the provisions of section 6,7 and 8 shall be punished with---

(a) Imprisonment which may extend to two years, or with fine, or with both, if the quantity of the narcotic drug, psychotropic substance or controlled substance is one hundred grams or less;

(b) Imprisonment which may extend to seven years and shall also be liable to fine, if the quantity of the narcotic drug, psychotropic substance or controlled substance exceeds one hundred grams but does not exceed one kilogram;

(c) Death or imprisonment for life or imprisonment for a term which may extend to fourteen years and shall also be liable to fine which may be up to one million rupees, if

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

the quantity of the narcotic drug, psychotropic substance or controlled substance exceeds the limits specified in clause(b):

Provided that if the quantity exceeds ten kilograms the punishment shall not be less than imprison ment for life.[6]

"جو بھی دفعہ ۷،٦اور۸ کے مندرجات کی خلاف ورزی کرے گا اس کو مندرجہ ذیل سزادی جائے گی:

(الف)اگر نشہ آورشیئ یاذہن کو مفلوج کرنے والے مادہ یاسکون آورمادہ کی مقدار ایک سو گرام یااس سے کم ہے تو دوسال تک قید کی سزایاجرمانہ یادونوں سزائیں دی جائینگی؛

(ب)اگر نشہ آورشیئ یاذہن کو مفلوج کرنے والے مادہ یاسکون آورمادہ کی مقدار ایک سو گرام سے زیادہ مگر ایک کلوگرام سے کم ہے توسات سال تک کی سزائے قید دی جائے گا اور ایسا شخص جرمانہ کا بھی مستوجب ہو گا؛

(ج)اگر نشہ آورشیئ یاذہن کو مفلوج کرنے والے مادہ یاسکون آورمادہ کی مقدار ذیلی دفعہ "ب"میں بیان کردہ بڑھ جاتی ہے توپھر ایسے شخص کو عمر قید یاچودہ سال تک کے عرصہ کی سزائے قید دی جائے گی اور ایسا شخص دس لاکھ روپے تک جرمانہ کی سزاکا بھی مستوجب ہو گا؛

6 . Control of Narcotic Substances Act,Sction 9, P:44


CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published: May 5, 2025

لیکن یہ مقدار اگر دس کلو گرام سے بڑھ جاتی ہے تو پھر عمر قید سے کم سزا نہیں دی جائے گی"

ان تمام مثالوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حرام چیز کے استعمال کے علاوہ اس کا پاس رکھنا بھی شریعت میں ممنوع اور قابل مؤاخذہ ہے۔اسی لئے فقہاء نے یہ ضابطہ بیان کیا ہے کہ "جس چیز کا استعمال حرام ہے اس کا پاس رکھنا بھی حرام ہے"۔اب یہ قاعدہ روزمرہ کی تمام اشیاء پر حلت و حرمت کے اعتبار سے لاگو ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ سونے چاندی کے برتن اور طنبور وغیرہ اور کھیل کود کے دیگر آلات، شکار نہ کرنے والے کیلئے کتے کا رکھنا اور مرد کیلئے ریشم کا لباس پہننا جیسے تمام مسائل کے حوالے سے فقہاء کا یہ موقف ہے کہ ان کا استعمال اور گھر میں رکھنا دونوں ممنوع ہیں اور یہ حکم مرد و عورت دونوں کیلئے ایک ہی طرح کا ہے۔ہاں عورت زیور کے طور پر سونا استعمال کر سکتی ہے[7]۔

حرام اشیاء کی خرید و فروخت کی حرمت کے اس شرعی حکم پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے اور اس متفق علیہ مؤقف کو بیان کرتے ہوئے ابنِ رشد فرماتے ہیں :

فاتفقوا علی ان مالا یجوز اتخاذہ لا یجوز بیعہ لِلا انتفاع بہ وامساکہ[8]

[7] ۔ابن قدامۃ، عبد اللہ، الکافی فی فقہ الامام احمد بن حنبل، باب الآنیۃ، 1/17، المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، 1408ھ-1988ء؛ ابن قدامہ، عبد اللہ، المغنی، باب زکوۃ الذہب والفضۃ، 2/325؛ سبکی، تاج الدین عبد الوھاب بن عبد الکافی، تحقیق: شیخ عادل احمد عبد الودود و شیخ علی محمد المعوض، الاشباہ والنظائر، دار لکتب العلمیۃ، بیروت، 2001م، 1/150

[8] ۔ابنِ رشد، بدایۃ المجتہد، کتاب البیوع، الباب الأول فی الأعیان المحرمۃ البیع، فاران اکیڈمی، لاھور، 2/145


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

"تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ ہر وہ چیز جس کا پاس رکھنا ناجائز ہے اس کی خرید و فروخت نہ استعمال کیلئے جائز ہے اور نہ ہی پاس رکھنے کیلئے جائز ہے" اس بحث سے یہ بات واضح ہوئی کہ جن اشیاء کا استعمال اور پاس رکھنا شرعاً منع ہے ان کی تجارت بھی ممنوع ہے۔ لہٰذا محرمات کا حصول کسی بھی غرض سے ہو حرام ہی ہو گا۔ اس سے بچاؤ ضروری ہے ورنہ حرمت میں مشغولیت عبادات کے اثر کو زائل کر کے بندے کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دے گی۔

2۔ حرمت کی نص کے بغیر اعتبار حرمت کا نہیں حلت کا ہو گا:

اسلامی احکام میں حرمت کا اعتبار دلیل کے ساتھ کیا جائے گا۔ اگر کسی معاملہ میں حرمت کی دلیل نہیں ہے تو اس پر حرام کا حکم لگانے جائز نہیں ہو گا۔ اس حوالے مشہور قاعدہ فقہیہ ہے:

الأصل في الأشياء الإباحة[9] "چیزوں کی اصل ان کا مباح ہونا ہے"

اس ضابطے کی بنیاد کتاب و سنت پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا[10]

"اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس نے تمہارے نفع کے لئے زمین میں سب کچھ پیدا کیا"

---

[9] ۔ سیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن، الاشباہ والنظائر شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی واولادہ، مصر، 1378ھ-1909م، ص:27

[10] ۔ القرآن الکریم، 2:29


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 5, 2025

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ زمین میں جتنی بھی اشیاء ہیں وہ انسان کے نفع کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور جس چیز میں بھی انسان کے لئے فائدہ ہو گا وہ اس کے لئے حرام نہیں بلکہ حلال ہو گی۔ شریعت نے جن چیزوں کو انسان کے لئے حرام قرار دیا ہے وہ کبھی بھی انسان کے لئے نفع بخش نہیں ہو سکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب و سنت میں حرام اشیاء کی فہرست بیان کی گئی ہے اور ان کے علاوہ تمام چیزوں کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح رسول ﷺ کا فرمان اس فقہی قاعدہ کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس حوالے سے حدیث پاک کے الفاظ ہیں:

ان اللہ فرض فرائض فلا تضیعوھا، ونھٰی عن اشیاء فلا تنتھکوھا، وحد حدوداً فلا تعتدوھا، وسکت عن أشیاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا[11]

"اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں فرض کر دی ہیں لہٰذا ان کو ضائع مت کیجئے، کچھ چیزیں حرام قرار دے دی ہیں لہٰذا ان کا ارتکاب مت کیجئے، کچھ حدود مقرر کر دی ہیں ان سے تجاوز مت کیجئے اور کچھ چیزیں بغیر بھولے (بطورِ رحمت چھوڑ) دی ہیں لہٰذا ان کے بارے میں بحث مت کیجئے"

[11] ۔ دار قطنی، علی بن عمر، السنن، کتاب الرضاع، نشر السنۃ، لاھور، 4/84؛ کتاب الأشربۃ، باب الصید والذبائح والأطعمۃ، 4/298


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

یہاں حلال و حرام کے حوالے سے کچھ چیزوں کا ذکر نہ کرنا اسی اعتبار سے باعثِ رحمت ہو گا کہ وہ چیزیں مباح ہوں اور ان سے استفادہ کی اجازت ہو۔یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے بھی اسی اصول کو لے کر آج کے دور کے کئی ایسے مشروبات و مطعومات اور مالی معاملات کو جائز قرار دیا ہے جن کا حرام ہونا ثابت نہیں ہے۔

اب روز مرہ کی زندگی میں وہ تمام مالی معاملات کہ جن کے بارے میں کوئی واضح حکم شرعی نہیں ملتا ہے جائز ہی سمجھے جائیں گے تاوقتیکہ ان کے بارے میں کوئی واضح شریعت کی خلاف ورزی سامنے نہ آتی ہو۔معاملات مالیہ جس بھی قسم کے ہوں بس ان میں اسی اصول کو پیش نظر رکھا جائے گا۔مثلاً دور جدید میں کراس میچنگ سے جو نئی نسل کشی کی جاتی ہے اگر تو اس کے اصول حلال ہیں تو یہ نسل کشی حلال ہو گی کیونکہ اشیاء میں اصل اباحت ہے اور اگر فارمولا کے اجزاء میں کوئی جزء حرام ہے تو یہ نسل کشی بھی حرام ہو گی۔یہی اصول روز مرہ کی اشیاء میں لاگو کیا جائے گا۔اور اسی طرح وہ تمام نئی ڈشز اور مشروبات کا کاروبار بھی جائز قرار پائے گا جن میں کسی شرعی اصول کی خلاف ورزی نہ ہو کیونکہ شریعت کا یہ مسلمہ ضابطہ ہے کہ اشیاء کی اصل اباحت ہے۔

اس قاعدہ کے مفہوم کو مغربی قواعدِ قانونیہ میں بھی اس طرح بیان کیا گیا ہے:

All acts are presumed to have been done rightly and regularly[12]

"تمام افعال کے بارے میں یہ گمان کیا گیا ہے کہ وہ صحیح طور پر اور قانونی طور پر ادا کئے گئے ہیں"

[12] . Broom,Herber, Legal maxims, Sweet and Maxwell LTD. London, 1939, P: 640


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

لہذا اس قاعدہ کے تحت اگر کوئی ایسی چیز کو استعمال کرتا جس کی شرعاً ممانعت ثابت نہیں ہے تو اس کا استعمال مباح اور جائز تصور کیا جائے گا۔

3۔ضرورت کی صورت میں حرمت کا حکم حلت میں بدل جائے گا:

اگر شریعت نے انسانوں کو حرام سے بچنے کا حکم دیا ہے تو ساتھ ہی اس قانون میں لچک رکھ دی کہ اگر کہیں انسانی حیات کے لئے حلال ناپید ہو جائے اور اس کی عدمِ دستیابی کی صورت میں انسان کی زندگی کو خطرہ ہو تو جان بچانے کے لئے حرام ایسے ضرورت مند کے لئے حلال ہو جائے گا اور اس ضرورت کے ختم ہوتے ہی حرمت کا حکم دوبارہ لاگو ہو جائے گا۔اس حوالے سے فقہی قاعدہ ہے:

الضرورات تبیح المحظورات[13] "ضرورتیں ممنوع چیزوں کو حلال کر دیتی ہیں"

اس قاعدہ کی بنیاد آیت قرآنی پر ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَقَدۡ فَصَّلَ لَكُمۡ مَّا حَرَّمَ عَلَيۡكُمۡ اِلَّا مَا اضۡطُرِرۡتُمۡ اِلَيۡهِ[14]

"جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حرام ٹھہرا دی ہیں وہ ایک ایک کرکے بیان کر دی ہیں سوائے اس صورت میں کہ ان کے لئے تم لاچار ہو جاؤ"

---

[13] ۔علی حیدر،شرح مجلۃ الاحکام العدلیۃ، آرٹیکل،21،دار الکتب العلمیہ،بیروت،لبنان،ص:33

[14] ۔القرآن الکریم،119:6



OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 5, 2025

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ وضع عن امتی الخطأ والنسیان وما استکرھوا علیہ [15]

"اللہ تعالی نے میری امت سے غلطی، بھول چوک اور جس پر وہ مجبور ہو جائیں ان کا مؤاخذہ ختم کر دیا ہے"

تو اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ غلطی، نسیان اور اکراہ کا معاملات میں یقیناً عمل دخل ہے۔ لیکن اس جواز کیلئے شافعی فقہاء نے اس قاعدہ میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: "بشرط عدم نقصانہا عنہا"۔ یعنی ضرورت کی حالت میں ناجائز چیز جائز ہو جاتی ہیں بشرطیکہ وہ ضرورت درجہ اور اہمیت میں ان جائز چیزوں سے کم نہ ہو بلکہ بڑھ کر ہو[16]۔

مثلاً کسی شخص کو مجبور کیا جائے کہ اگر اس نے فلاں شخص کی فصل کو آگ نہ لگائی تو اس کی اسی طرح کی فصل کو آگ لگا کر ضائع کر دیا جائے گا۔ اس صورت میں مجبوراً اس شخص کو رخصت سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں ہو گی۔ اگر وہ اس فصل کو آگ لگائے گا تو اس کو اس کا تاوان ادا کرنا ہو گا کیونکہ ایک شخص کا کسی کو اپنا مال ضائع کرنے دینا کسی دوسرے کا مال ضائع کر دینے کی نسبت کم درجہ کی برائی ہے۔ اس لئے اسے ایسی ضرورت شمار نہیں کیا جا سکتا کہ اس کی وجہ سے کسی دوسرے کا نقصان کر دیا جائے ہاں اگر جس نقصان کی دھمکی دی گئی ہے وہ جانی یا جسمانی نقصان ہے تو تب اس کو ضرورت شمار کیا جا سکتا ہے۔

---

[15] ۔ابنِ ماجہ، محمد بن یزید، السنن، کتاب الطلاق، باب طلاق المکرہ والناسی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص:147

[16] ۔ابنِ ضویان، ابراہیم بن محمد بن سالم، منار السبیل، تحقیق: زہیر الشاویش، کتاب الایمان، فصل شروط وجوب الکفارۃ خمسۃ اشیاء، المکتب الاسلامی، بیروت، 1410ھ۔1989م، 436-486/2


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 5, 2025

یہ قاعدہ کلیہ گنجائش پیدا کر رہا ہے کہ اگر کسی چیز کا حصول حرام ہو مگر اس کے حصول کے بغیر اگر جان کا خطرہ ہو یا اس کا حصول اشد ضرورت ہو تو اس کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی کا مال اس کی اجازت کے بغیر لینا جرم ہے اور اس کا استعمال ممنوع ہے مگر اگر کسی کو راستے میں گری پڑی چیز ملتی ہے تو اس کا بغرضِ حفاظت اٹھانا جائز ہے کیوں کہ یہ ایک ضرورت ہے اور اگر اس کا مالک نہیں ملتا اور اٹھانے والا غریب اور مفلس ہے تو اس کا استعمال بھی ضرورۃً اس کے لئے جائز ہے۔ اس حوالے سے علامہ مرغینانی لکھتے ہیں:

اللقطۃ امانۃ اذا اشھد الملتقط اَن یأخذھا لیحفظھا ویردھا علی صاحبھا لأن الأخذ علی ھٰذا الوجہ مأذون شرعاً بل ھو الأفضل عند عامۃ العلماء وھو الواجب اذا خاف الضیاع علی ما قالوا واذا کان کذالک لا تکون مضمونۃ علیہ [17]

"جب ملتقط یہ گواہی دے دے کہ وہ اس کو بغرضِ حفاظت اور اس کے مالک تک پہنچانے کیلئے لے رہا ہے تو یہ لقطہ اس کے ہاں امانت ہے۔ کیونکہ اس مقصد سے اس کو لینے کی شرعی طور پر اجازت ہے بلکہ اکثر علماء کے نزدیک افضل ہے اور اگر (وہیں پڑے رہنے کی صورت میں) اس کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہو تو اس کا اٹھالینا ایسے شخص پر واجب ہے اور ایسی صورت میں اس کے ضائع ہونے پر وہ ضامن نہیں ہو گا"

آگے چل کر آپ مزید لکھتے ہیں:

[17] ۔ المرغینانی، برہان الدین علی بن ابی بکر، الھدایۃ، کتاب اللقطۃ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2/592


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

ولایتصدق باللقطۃ علی غنی لأن المأمور بہ ہو التصدق لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام فأن لم یأتی یعنی صاحبھا فلیتصدق بہ والصدقۃ لا تکون علی غنی فأشبہ الصدقۃ المفروضۃ وان کان الملتقط غنیاًلم یجزلہ ان ینتفع بھا۔۔۔۔۔۔۔۔ولنا انہ مال الغیر فلا یباح الانتفاع بہ الا برضاہ لاطلاق النصوص والاباحۃ لفقیر لمارویناہ أوبالاجماع[18]

"پس وہ لقطہ کو مالدار پر صدقہ نہیں کرے گا اس لئے کہ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق اگر اس شئی کا مالک نہ آئے تو وہ اس کو صدقہ کردے گا مگر یہ صدقہ کسی مالدار کیلئے نہیں ہو گا کیونکہ ایسا صدقہ فرض صدقہ کی طرح ہو گا۔لہذا اس کو اٹھانے والا اگر مالدار ہو تو اس کیلئے اس سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہو گا۔۔۔۔اس حوالے سے ہمارا موقف یہ ہے کہ یہ دوسرے کا مال ہے۔ لہذا دلائل کے مطابق اس کے مالک کی رضامندی کے بغیر اس سے استفادہ جائز نہیں ہے۔البتہ فقیر کیلئے اس سے استفادہ کا جواز سابقہ بیان کردہ روایت اور اجماعِ امت کی وجہ سے ہے"

مغربی قواعدِ قانون بھی اس بات کو یوں واضح کرتے ہیں:

"ضرورت شخصی حقوق میں رعایت فراہم کرتی ہے" Necessity gives a privilege as to private rights[19]

[18] ۔ نفس المرجع،599/2

[19] . Broom, Legal maxims, P:8

OPEN ACCESS



CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

اس قاعدہ میں ضرورت کو صرف شخصی حقوق کے ساتھ مختص کیا گیا ہے جبکہ اسلام اس کا دائرۂ کار تمام قسم کے حقوق تک بڑھاتے ہوئے ضرورت کا خیال تمام معاملات میں رکھتا ہے۔

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ اگر مال کا حصول ایک ایسی ضرورت ہے کہ اس کے بغیر یا تو گذارانا ممکن ہے یا پھر خود اس مال کے ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے تو بقدرِ ضرورت اس کا حصول اور اس سے استفادہ شرعاً جائز ہو گا۔ اسی حوالے سے اہم فقہی قاعدہ ہے: ما أبیح للضرورۃ یقدر بقدرھا[20] "جو چیز کسی ضرورت کے تحت جائز کی گئی ہو اس کا جواز ضرورت کے مطابق ہی ہو گا"

اسلامی تعلیمات کے مطابق اس ضابطے پر عمل کرتے ہوئے حرام اور ممنوع اشیاء کو لینا ان کا اپنے پاس رکھنا اور مالک بننا بھی حرام ہے مگر اضطراری حالت میں مردار اور شراب جیسی حرام اشیاء کو اس قدر حاصل کر کے استعمال کر سکتے ہیں جس قدر جان بچانے کے لئے ضرورت ہو۔

4۔ ثبوت کے بغیر ذمہ داری ختم نہیں ہو گی:

اگر کسی پر کوئی مالی ذمہ داری ہے اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے یہ ذمہ داری پوری کر دی ہے تو اسے اس کا ثبوت دینا ہو گا کیونکہ ثبوت کے بغیر کوئی بھی ذمہ ختم نہیں ہوتی۔ اس حوالے سے مشہور قاعدہ فقہیہ ہے:

الأصل بقاء ما کان علی ما کان[21] "اصل یہ ہے کہ جو چیز جیسے تھی وہ ویسی ہی باقی رہے گی"

[20] ۔ ابن نجیم، زین العابدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص:43

[21] ۔ ابن نجیم، الاشباہ والنظائر:28


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 5, 2025

یہ قاعدہ استصحاب حال کے اصول کی وضاحت ہے یعنی کسی زمانہ میں جو حالت موجود تھی اس کے بارے میں یہ سمجھا جائے گا کہ وہ بعد میں بھی باقی رہی ہے، یہاں تک کہ اس کا ختم ہو جانا یا بدل جانا ثابت ہو جائے۔ چنانچہ مقروض اگر دعویٰ کرے کہ وہ قرض خواہ کو قرض کی رقم واپس کر چکا ہے۔ قرض خواہ اس سے انکار کرے اور مقروض کے پاس اس کا ثبوت موجود نہ ہو تو اس صورت میں قرض خواہ کی بات درست تسلیم کرتے ہوئے مقروض کو قرض کی ادائیگی کا حکم دیا جائے گا کیونکہ ایک مرحلہ پر مقروض کے ذمہ یہ رقم ثابت شدہ موجود تھی۔ اب جب تک وہ اس امر کا ثبوت پیش نہ کرے کہ اس کی ذمہ داری ختم ہو گئی ہے اس وقت تک یہ ذمہ داری باقی رہے گی۔ ذمہ داری کا ماضی میں ثبوت یقینی ہے اور حال میں اس کا ختم ہو جانا ابھی تک مشکوک اور مشتبہ ہے۔ لہٰذا یہی مانا جائے گا کہ یہ ذمہ داری باقی ہے۔

اسی طرح اگر خریدار یہ دعویٰ کرے کہ اس نے قیمت ادا کر دی ہے اور بائع انکار کرے۔ اسی طرح اگر مستأجر دعویٰ کرے کہ اس نے اجرت دے دی اور مؤجر انکار کرے تو بھی یہی حکم ہے[22]۔

اسی بات کو ایک جدید قانونی قاعدہ میں اس طرح واضح کیا گیا ہے:

In the absence of ambiguity, no exposition shall be made which is opposed to the express words of the instrument[23]

[22] ۔ زرقاء، مصطفیٰ بن احمد، المدخل الفقہی العام، دمشق، 1968م، 2/968

[23] . Broom, Legal maxims, P: 419



OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

"کسی شک کی عدم موجودگی میں کوئی ایسا مفروضہ قائم نہیں کیا جائے گا جو کہ اس تحریر کے واضح الفاظ کے برعکس ہو"

تو معاملات کی حتمی پوزیشن کے تعین میں اس اصول کو پیشِ نظر رکھنا لازم ہے کہ "معاملات کو اسی طرح لیا جائے گا جس طرح وہ سابقہ دور میں تھے یہاں تک کہ کوئی واضح شہادت مدعی کے دعوی کو ثابت نہ کر دے۔ شاملاتِ دیہہ کے سلسلے میں بھی اس کی سابقہ حیثیت کے حوالے سے اس اصول پر عمل کرتے ہوئے فیصلہ کیا جائے گا۔

5۔ معاملات میں عرف وعادت کا اعتبار کیا جائے گا:

مال کے حصول اور اس کے صرف میں معاشرتی رواج اور عرف وعادت کا اعتبار کیا جاتا ہے اور ان معاشرتی رسوم میں اسلام کے حلت وحرمت کے احکام کی پاسداری کرتے ہوئے ان کے مطابق حکم لگادیا جائے گا۔ اس حوالے سے فقہی قاعدہ ہے:

العادۃ محکمۃ[24] "عادت کی بنیاد پر فیصلہ کیا جاتا ہے"

اس قاعدہ کی بنیاد متعدد آیاتِ قرآنیہ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ا۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ[25]

"اور دستور کے مطابق عورتوں کے بھی مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر"

---

[24] ۔ علی حیدر، شرح مجلۃ الاحکام العدلیۃ، آرٹیکل،36، ص:40

[25] ۔ القرآن الکریم،2:228


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

۲۔ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْف[26] "اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے برتاؤ کرو"

۳۔ لَایُؤَاخِذُکُمُ اللہُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَاعَقَّدْ تُّمُ الْاَیْمَانَ ج فَکَفَّارَتُہٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَۃِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَھْلِیْکُمْ اَوْ کِسْوَتُھُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ[27]

"اللہ تعالی تمہاری قسموں میں لغو قسم پر تم سے مؤاخذہ نہیں فرماتا، لیکن مؤاخذہ اس پر فرماتا ہے کہ تم جن قسموں کو مضبوط کر دو۔ اس کا کفارہ دس محتاجوں کو وہ اوسط درجے کا کھانا دینا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے"

اس آیت میں "مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ" کے الفاظ کھانے اور لباس کی مقدار و کیفیت عرف پر محمول کر رہے ہیں۔

اسی طرح ارشاد خداوندی ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْکُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ط مِنْ قَبْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَحِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَکُمْ مِّنَ الظَّھِیْرَۃِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاۃِ الْعِشَآءِ قف ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّکُمْ[28]

[26] ۔القرآن الکریم،19:4
[27] ۔القرآن الکریم،89:5
[28] ۔القرآن الکریم،58:24


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

"اے ایمان والو! تم سے تمہاری ملکیت کے غلاموں کو اور انہیں بھی جو تم میں سے بلوغت کو نہ پہنچے ہوں (اپنے آنے کی) تین وقتوں میں اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ نمازِ فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جبکہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد، یہ تینوں وقت تمہارے پردہ (اور خلوت) کے ہیں"

ان اوقات میں اللہ تعالیٰ نے جو اجازت لینے کا حکم فرمایا وہ عادت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ ان اوقات میں لوگ کپڑے وغیرہ اتار کر آرام کرتے ہیں تو ان کی اس عادت کو حکم شرعی کی بنیاد بنادیا ہے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ:

"مارأی المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن، ومارآہ المسلمون سیّأ فھو عند اللہ سیّء"[29]

"جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس چیز کو مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بری ہے"

خالد اتاسی نے علامہ ہندی کی شرح المغنی کے حوالے سے لکھا ہے کہ جو امور طبائع سلیمہ سے بار بار اور معقول طور پر صادر ہوتے رہیں حتیٰ کہ انسانی نفوس میں قرار پکڑلیں، ان امور میں سے کسی امر کا کسی شخص سے صادر ہونا عادت کہلائے گا"[30]

---

[29] ۔ حاکم نیشابوری، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، تحقیق: مصطفی عبد القادر عطا، کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم، حدیث نمبر 4465، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 1411ھ۔1990م، 3/84؛ حموی، احمد بن محمد، غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، 1405ھ-1985م، 1/268

[30] ۔ اتاسی، محمد خالد، شرح المجلہ، المقدمۃ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، 1/79-78 حموی، غمز عیون البصائر، 1/269

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

مثلاً باغوں میں گرے ہوئے پھلوں کو اٹھا کر کھالینے کے جواز اور عدم جواز کا تعین بھی اس علاقہ اور زمانہ کے عرف و عادت سے ہو گا۔ جس نوعیت کے اور جتنی مقدار میں گرے پڑے پھل اٹھا کر کھالینے کو عام طور پر لوگ نظر انداز کر دیتے ہوں اور اس پر برا نہ مانتے ہوں تو وہ کھالینا جائز ہے، اور اگر برا مانتے ہوں تو پھر نا جائز ہو گا۔[31]

انہی حقائق کو مغربی قانون کا ایک قاعدہ یوں بیان کرتا ہے:

Usage is the best interpreter of the things[32]

"عرف ورواج چیزوں کا بہترین ترجمان ہے"

اس قاعدہ میں زیادہ اہمیت عرف ورواج کو دی گئی ہے کہ اس سے ثابت ہونے والا قانون ہی بہتر قانون ہو گا لیکن اسلام میں اگر کسی عرف وعادت پر عمل سے کسی دلیل شرعی کی کلی طور پر مخالفت لازم آتی ہو تو ایسا عرف بلاشبہ حرام اور قابل رد ہے جیسے لوگوں نے بیشتر محرمات کو اپنی عادات میں داخل کر لیا ہے۔ مثلاً سود لینا، شراب نوشی، مردوں کیلئے ریشمی لباس اور سونے کا استعمال وغیرہ ان کا حرام ہونا نص سے ثابت ہے تو اگر معاشرہ میں یہ چیزیں اس طرح رواج پذیر ہو جائیں کہ یہ ان کی عادت بن جائے تو اس عرف کی بنیاد پر اس کو جائز قرار نہیں دیا جائے گا۔ قانونِ جدید اس کی مزید وضاحت یوں کرتا ہے:

[31] ۔ حموی، غمز عیون البصائر، 1/269

[32] ۔Broom, Legal Maxims, P:623

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

Customery easements: An easement may be acquired in virtue of a local custom.

Such easements are called customery easements.[33]

"ایک آسائش مقامی رواج کی بنیاد پر بھی حاصل کی جاسکتی ہے، اس قسم کی آسائشیں رواجی آسائشیں کہلاتی ہیں"

اسی ایکٹ میں اس سیکشن کی وضاحت میں کہا گیا ہے کہ:

”(a)ایک دیہات میں ایک چراگاہ ہے تو اس دیہات کی روایت کے مطابق اس دیہات کے ہر مزارع کو اس چراگاہ میں جانور چرانے کا حق حاصل ہے۔اس طرح ایک شخص جو کہ مزارع تو نہیں تھا اپنے ایک پلاٹ کو توڑ کر اس میں کاشت کاری کر لیتا ہے تو اس کاشتکاری کے بعد اس کو اس دیہات کی روایت کے مطابق اس چراگاہ میں جانور چرانے کا حق حاصل ہو جائے گا۔

(b)کسی علاقے کے عرف کے مطابق کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اپنے گھر میں اس طرح نئی کھڑکی بنائے کہ دوسروں کی نجی زندگی متأثر ہو جائے۔چنانچہ اس شہر میں اگر کوئی نیا مکان بناتا ہے تو اس عرف کے مطابق اس کو اس قانونِ آسائش کے مطابق یہ حق حاصل نہیں ہو گا کہ اپنے گھر میں کوئی کھڑکی اس طرح بنائے کہ ہمسائیوں کی نجی زندگی متأثر ہو جائے“[34]

33. Indian Easement Act 1882, Section 18, Commentry: Sri T.D.Khurana, 1/626

34. Ibid

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

اس تمام بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ مال کے حصول میں شریعت نے بھی عرف وعادت کا اعتبار کیا ہے اور جدید قانون میں بھی اس کو خاصی اہمیت دی گئی ہے۔ تو جو مال شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے معاشرتی عرف کے مطابق حاصل کیا جائے گا اس کا استعمال بھی شرعاً جائز ہو گا۔

٦۔ حلال و حرام کی آمیزش میں غلبہ حرام کا ہو گا:

مال کے حصول اور استعمال میں بعض اوقات حلال اور حرام کی آمیزش ہو جاتی ہے، ایسی صورت میں حرام کا حکم غالب آئے گا اور یہ حرام حلال کو بھی حرام کر دے گا۔ اس کی وضاحت درج ذیل فقہی قاعدہ میں ملتی ہے:

اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام[35] "جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام غالب ہو گا"

یہ قاعدہ حدیث کے ان الفاظ سے مأخوذ ہے:

ما اجتمع الحلال والحرام الاّ غلب الحرام الحلال[36] "حلال اور حرام جب بھی اکٹھے ہونگے حرام کو حلال پر غلبہ حاصل ہو گا"

اگر چہ بہت سے محدثین نے یہ حدیث روایت کی ہے، لیکن امام عبد الرزاق صنعانی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود کا قول قرار دیا ہے[37]۔ بہر حال یہ حدیث کے الفاظ ہوں یا نہ ہوں یہ کلیہ اپنی جگہ مسلّم ہے اور شریعت کے بہت سے دوسرے احکام سے اسکی

[35] ۔ابنِ نجیم، الاشباہ والنظائر: 55

[36] ۔ صنعانی، عبد الرزاق بن ہمام، المصنّف، کتاب الطلاق، باب الرجل یزنی بأم أمرأتہ، تحقیق: حبیب الرحمن اعظمی، المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، 1392ھ-1972م، 7/199

[37] ۔المرجع السابق

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

تائید ہوتی ہے۔ فقہ اور اصول فقہ دونوں میں اس قاعدہ سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ لہٰذا جہاں بھی دو ایسے دلائل میں تعارض ہو کہ ایک دلیل سے کسی شیئ کی حلت اور دوسری سے حرمت ثابت ہوتی ہو تو حلت کی بجائے حرمت ثابت کرنے والی دلیل کو ترجیح دی جائے گی اسکی وجہ احتیاط و تقویٰ کے اس پہلو کو پیش نظر رکھنا ہے کہ احکام شریعت میں کم سے کم حد تک ہی نسخ کا اصول مانا جائے کیونکہ اگر یہاں دلیلِ حرمت کی بجائے دلیلِ حلّت کو ترجیح دی جائے گی تو دوہرا نسخ ماننا پڑے گا جبکہ دلیلِ حرمت کو ترجیح دینے کی صورت میں ایک بار نسخ مان لینے سے مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔[38]

اس کی وضاحت یوں کی جاسکتی ہے کہ اگر شکار کے جانوروں میں حلال اور حرام خلط ملط ہو جائیں تو جانور حرام ہونگے۔ اسی طرح اگر مسلمان اور مجوسی دونوں اکٹھے چھری پکڑ کر جانور کی گردن پر چھری چلادیں تو ذبیحہ حرام ہو گا۔[39]

دورِ جدید میں اس کی مثال یوں ہو سکتی ہے کہ ایک شخص کے پاس حرام اور حلال دونوں طرح کی کمائی ہے اور اس کو اس نے ملا رکھا اب یہ پتہ چلانا ناممکن ہے کہ کتنی رقم حلال کی ہے اور کتنی حرام کی، تو ایسی صورت میں اس کیلئے تمام رقم کا استعمال حرام ہو گا اس لئے کہ حرام کی آمیزش نے تمام مال کو حرام کر دیا ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے پیشاب کا ایک قطرہ سارے ڈول کو برباد کر دیتا ہے کیونکہ اس آمیزے کا امتیاز ناممکن ہے لیکن اگر حلال اور حرام دونوں کو الگ الگ کیا جاسکتا ہے تو

---

[38] ۔ ابنِ نجیم، الأشباہ والنظائر: 55

[39] ۔ المرجع السابق

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

تب حلال کا استعمال جائز ہے۔ لیکن اس کے باوجود حلال اور حرام دونوں طرح کے معاملات کرنے والے کے ساتھ لین دین مال کے حلال ہونے کا یقین ہو جانے کے باوجود اخلاقاً ناپسندہ ہے کہ اس سے حرام میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے۔[40]

۷۔ کسی شیٔ کی ملکیت اس سے وابستہ ضروریات کی ملکیت کو بھی ثابت کرتی ہے:

اگر کوئی شخص کسی سے کوئی چیز خرید تا ہے تو اس چیز کی ملکیت کے ساتھ ساتھ اس سے وابستہ تمام حقوق اور ضروری اشیاء بھی اس کی ملکیت میں آ جائیں گے۔ اس ذیل میں فقہی قاعدہ ہے:

"من ملک شیئاً ملک ماھو من ضروراتہ"[41] "جو شخص کسی چیز کا مالک ہو وہ اس کی ضروریات کا بھی مالک ہوتا ہے"

اس قاعدہ میں ضروریات سے مراد وہ تمام اشیاء ہیں جو کسی چیز کے تابع ہو کر متبوع ہی کی طرح عبارت سے مفہوم ہوتی ہیں۔ ان پر عبارت کے الفاظ کی دلالت وضعی طور پر نہیں ہوتی ہے بلکہ ان اشیاء کا اپنے متبوع کے ساتھ شامل ہونا بلاتردد اور یقینی ہوتا ہے۔ جیسے مکان خریدنے والا شخص اس میں تہہ خانہ یا بالائی منزل بنانے کا حق رکھتا ہے۔ ایسے ہی بند گلی میں مکان خریدنے والا اپنے سامنے والے حصہ میں آمد ورفت کا حق بھی رکھتا ہے۔ اگر وہ گلی ان اہل محلہ کی ملک ہو تو بھی بقدر حصہ رسدی یہ شخص اپنے مکان کے قریبی حصہ استعمال کا استحقاق رکھتا ہے چاہے عقد میں اس کی وضاحت نہ ہو۔ اسی حوالہ سے علی حیدر کا مؤقف ہے کہ:

---

[40] ۔ حموی، غمز عیون البصائر، 1/183

[41] ۔ اتاسی، محمد خالد، شرح المجلۃ، 1/111



OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

جب آدمی گھر خرید تاہے تو اس تک پہنچنے والے راستے کا بھی مالک ہو جاتا ہے اس لئے کہ راستہ گھر کی ضروریات میں سے ہے اور اس کے بغیر گھر سے اور اس میں رہائش ناممکن ہے۔لہذا ہر گھر کی خرید کے وقت بغیر ذکر کئے اس کا راستہ بھی سودے میں داخل ہو تا ہے۔لہذا بیچنے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے راستہ نہیں بلکہ صرف گھر بیچا ہے۔اسی طرح جو کوئی کسی زمین کا مالک ہو گا یا اس کرائے کے حق کا مالک ہو گا تو وہ اس زمین کے اوپر اور اس کے نیچے تمام اشیاء کا مالک ہو جائے گا[42]۔

یہ قاعدہ بیع وشراء کے اصولوں کے ذکر کے بغیر ہی ان پر مشتمل ہے اور یہ اصول مندرجہ ذیل دو بنیادی چیزوں کے ذیل میں ہے :

۱۔ کل ماکان فی الدار من بناء وغیرہ یتناولہ اسم البیع عرفاً، مثل ملحقات الدار کالمطبخ والحجارۃ المثبتۃ فی الأرض والدار لا المدفونۃ،

۲۔ ماکان متصلاً اتصال قرار، کالشجر فانہ یدخل فی بیع الأرض عند الحنفیۃ والمالکیۃ بلا ذکر وعلی أحد الوجہین عند الحنابلۃ وہو ایضاً نص الشافعی فی البیع، ونص فی الرہن علی عدم الدخول فیما لو رھن الأرض والحلق۔[43]

"ا۔ باعتبار عرف عمارت سے ملحق باورچی خانہ، نصب شدہ پتھر وغیرہ تمام چیزیں گھر میں داخل ہونگی مگر زمین کے دفینے اس کے ذیل میں نہیں آئینگے۔

[42] ۔علی حیدر، درر الحکام، آرٹیکل 1، 49/18

[43] ۔الموسوعۃ الفقہیۃ، تبعیۃ، وزارۃ الأوقاف والشؤن الاسلامیۃ بالکویت، 1407ھ-1987م، 10/95

OPEN ACCESS

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
May 5, 2025

۲۔ درخت جیسی وہ اشیاء جو زمین کے ساتھ مکمل طور پر متصل ہوں، وہ احناف اور مالکیہ کے ہاں اور ایک رائے کے مطابق حنابلہ کے ہاں بھی زمین کی بیع میں شامل ہونگے۔ اور شوافع کے ہاں بیع میں اور اگر زمین رہن رکھی جاتی ہے تو اس معاہدہ میں بھی ان چیزوں کو شامل کیا جائے گا"

اسی طرح اگر کوئی کسی پر کوئی چیز صدقہ یا اس کو ہبہ کرتا ہے تو اس کے متعلقات بھی ساتھ ہی صدقہ یا ہبہ ہو جائینگے۔ ان کو معاوضہ کے ساتھ ہبہ نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح تجارت میں مالِ تجارت کی ضروریات کا اختیار اور ملکیت معاہدۂ تجارت کے ساتھ ہی منتقل ہو جائے گی[44]۔

انہی باتوں کی تائید مندرجہ ذیل جدید قاعدہ سے بھی ہوتی ہے:

The greater contains the less[45]

"بڑی چیز چھوٹی کو بھی شامل ہوتی ہے"

[44] ۔ زیلعی، عثمان بن علی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، باب مایجوز للمکاتب اَن یفعلہ، مکتبہ امدادیہ ملتان، 1315ھ، 5/158؛ ابنِ نجیم، زین الدین بن ابراہیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب المکاتب، باب مایجوز للمکاتب اَن یفعلہ، مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ، 8/48-47

[45]. Broom, Legal Maxims, P:110

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

ایسا اس لئے ہے کہ یہ تمام امور اپنے لوازمات کی شمولیت کا تقاضا کرتے ہیں اور جہاں ان کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو وہاں معاہدہ کے تحت اشیاء کی ملکیت یا ان سے متعلق اختیار کی منتقلی کے ساتھ ان کے لوازمات اور ضروریات بھی مشتری یا مختار کی طرف منتقل ہو جائیں گی۔

۸۔ استفادہ کے حق ساتھ نقصان بھی وابستہ ہو گا:

کسی شئ کی خرید پر اگر کسی کو اس سے استفادہ کا حق مل جاتا ہے تو اس چیز سے وابستہ نقصان بھی اسی کو برداشت کرنا پڑے گا۔ اس اصول کو فقہی قاعدہ میں یوں بیان کیا گیا ہے:

الغرم بالغنم[46] "نقصان نفع کے ساتھ ہوتا ہے"

اس قاعدہ کی رو سے کسی چیز کے سلسلہ میں جو اخراجات ہوں وہ بھی اسی کے ذمے ہوتے ہیں جسے اس سے استفادہ کا حق حاصل ہوتا ہے۔ لہذا عاریہ (ادھار) کے طور پر لی جانیوالی چیز کی اصل مالک کو واپسی کے اخراجات وہی شخص برداشت کرے گا جس نے اسے عاریہ پر لیا ہوتا ہے اور جو اس سے دورانِ عاریہ مستفید ہوتا ہے اور ودیعت (امانت) کو واپس لینے کے اخراجات وہی برداشت کرتا ہے جس نے اسے رکھوایا ہوتا ہے اور جو اس کی حفاظت کے دوران اس سے بے فکر رہتا ہے۔

اسی قاعدہ کا انگریزی قانون میں بھی اس طرح ذکر کیا گیا ہے:

---

[46] ۔ندوی، احمد علی، القواعد الفقہیۃ، دار القلم، دمشق، 1406ھ-1986م، ص:305


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research
Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 5, 2025

He who derives the advantage ought to sustain the burthen.[47]

"جو کسی چیز کا فائدہ حاصل کرتا ہے اس کو اس کا نقصان بھی برداشت کرنا ہو گا"

اگر ایک شخص کسی چیز کا فائدہ اٹھاتا ہے تو اس کے لوازمات کے طور پر اس کا نقصان بھی اسی کی ذمہ داری ہو گی، لہٰذا ایک سرکاری افسر گورنمنٹ کی گاڑی ذاتی کام کیلئے استعمال کرتا ہے تو اس کا پٹرول وہ اپنی جیب سے ڈلوائے گا، ہاں اس کی ملازمت کے معاہدہ کے وقت یہ طے ہو کہ ایسے اخراجات حکومت کی ذمہ داری ہو گی تو تب ایسا تصرف جائز ہو گا۔ اسی طرح وثیقہ خریداری (Sale Deed) کی تیاری پر اخراجات خریدار ادا کرتا ہے کیونکہ ملکیت کی منتقلی اس کو ہو رہی ہوتی ہے۔ استاد زرقاء اسی بات کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "مشترکہ جائیداد کی ترمیم واصلاح کے اخراجات تمام شرکاء حصہ رسدی کے مطابق ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح لقیط (لاوارث بچہ) کے اخراجات بیت المال برداشت کرتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ مر جائے تو اس کا ترکہ بھی بیت المال کو ہی جاتا ہے"[48]۔

۹۔ قریبی حق دار کی موجودگی میں دور والے کے استفادہ کی ممانعت:

[47]۔Broom, Legal maxims, P: 482

[48]۔زرقاء، المدخل الفقہی العام، الفقرۃ: 650، 2/1035



OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

بعض اوقات کسی مال کے متعدد حق دار ہوتے ہیں جن میں سے کچھ قریب والے اور کچھ دور والے ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں اس مال سے استفادہ ان لوگوں کا حق ہو گا جو حق کے ثبوت کے اعتبار سے قرب کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس اصول کو فقہی قاعدہ میں واضح کیا گیا ہے کہ:

الأقرب فالأقرب[49] "جو جتنا زیادہ قریبی ہے وہ اتنا زیادہ حق دار ہے"

مال سے استفادہ اور ملکیت کے ثبوت کے اس اصول کو درج ذیل مثالوں سے سمجھا جا سکتا ہے:

۱۔ وراثت میں اس اصول کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ حجب اور حرمان کے اصولوں کی بنیاد بھی اسی قاعدہ پر ہے مثلاً بیٹیوں کی موجودگی میں پوتیاں محروم ہوتی ہیں اس لئے کہ بیٹی پوتی کی نسبت میت کے قریب تر ہے اور بیٹوں کی موجودگی میں پوتے محروم ہیں اسی۔ طرح اولاد اور والدین کی موجودگی میں چچے اور دیگر رشتہ دار محروم ہوتے ہیں کیونکہ اولاد اور والدین کا رشتہ باقیوں کی نسبت قریب تر ہے۔[50]

۲۔ جائیداد کی خریداری کے استحقاق میں پڑوسی یا شریک جائیداد کو حق شفعہ کی بنیاد پر ترجیح حاصل ہو گی کیونکہ باقی لوگوں کی نسبت جائیداد کے ساتھ قرابت کا تعلق ان افراد کا زیادہ ہے[51]۔

[49] ۔ نابلسی، محمد راتب، التكافل الاجتماعی فی الاسلام، ماخوذ از nabulsi.com/blue/ar/print.php?art=2355

[50] ۔ صابونی، محمد علی، احکام المواریث، المحاضرة الخامسة۔ الحجب من الميراث، عالم الکتب، بیروت، لبنان، ص:82-81

[51] ۔ المرغینانی، الہدایۃ، 2/391؛ شریف جرجانی، علی بن محمد بن علی: التعریقات، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص:92؛ ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر، کتاب الشفعة، باب طلب الشفعة والخصومة فیہا، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، 8/308-307

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

حصول مال کے اس اصول کو جدید قانونی قواعد میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"وراثت کا حق نچلے درجے کے ورثاء کو نہیں پہنچتا" "The right of inheritance never lineally ascends."[52]

اسی طرح ایک اور قاعدہ قانونیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ:

In presence of the greater the power of the inferior ceases[53]

"بڑے کی موجودگی چھوٹے کی طاقت کو ختم کر دیتی ہے"

ان دونوں ضابطوں میں وراثت، شفعہ اور دیگر اہم امور مالیہ میں ان کے حصول کا طریقۂ ترجیح بیان کیا جارہا ہے اور واضح کیا جارہا ہے کہ قریبی کی موجودگی دور والے کے استحقاق کو ختم کر دیتی ہے۔

ان بیان کردہ تمام حقائق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام میں قرابت کی بنیاد پر بعض حقوق کا استحقاق ثابت ہے۔ لہٰذا ان معاملات میں اسلامی اصولوں کا پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔

۱۰۔مال سے استفادہ میں کسی بھی صورت دوسرے کو نقصان پہنچانے کی ممانعت:

52 ۔Broom, Legal maxims, P: 339

53 ۔Broom, Legal maxims, P: 64

Al-Asr International Research
Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
May 5, 2025

جب کوءی کسی مال کامالک بن جاتا ہے تو اس کو قطعاً اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے اس حق سے استفادہ کی خاطر کسی کا نقصان کردے یا کوئی اگر اسے نقصان پہنچاتا ہے تو اس کا ازالہ الٹا اس کو نقصان پہنچا کر کرے۔ فقہی قاعدہ کی صورت میں مختصر الفاظ میں اس کی وضاحت یوں ملتی ہے:

لاضرر ولاضرار[54] "نہ تو کسی کو نقصان پہنچانے کی اجازت ہے اور نہ نقصان کا ازالہ نقصان پہنچا کر کیا جائے"

مال کو حاصل کرتے ہوئے اس ضابطے کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ اس سے کسی آدمی کو نقصان نہ ہو کیونکہ حدیثِ پاک میں "لاضرر ولا ضرار" کا واضح حکم ہے۔ شریعت میں اس اصول کے مطابق شرکاء خاص حقوق میں شامل افراد یا پڑوسی کو غیر منقولہ جائیداد کے حصول میں بالترتیب استحقاق دیا گیا ہے تاکہ ان کے ساتھ ملحقہ زمین یا پلاٹ کی فروخت کے سلسلہ میں ان کو نقصان نہ پہنچے۔ اسی بات کی وضاحت مروجہ قانونِ شفعہ میں یوں کی گئی ہے:

Notwithstanding anything in subsection (1), the right of pre-emption shall be exercisable only in case of "Zaroorat" or to avoid "Zarar[55].

---

[54] ۔امام مالک، موطأ، کتاب الأقضیۃ، باب القضاء فی المرفق، قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ، کراچی، ص:643؛ ابن ماجہ، السنن، ابواب الأحکام، باب من بنی فی حقہ مایضرّ بجارہ ص:169

[55] ۔Punjab Pre-emption Act, Section,6(2), P: 23

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

"ذیلی دفعہ (ا) میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے قطع نظر، حقِ شفعہ صرف ضرورت کی صورت میں نقصان سے بچنے کیلئے قابلِ عمل ہو گا"

اسی بات کو جدید اصولِ قانون میں بھی یون بیان کیا گیا ہے:

A transaction between two parties ought not to operate to the disadvantage of a third.[56]

"فریقین میں کوئی بھی معاہدہ کسی تیسرے فریق کو نقصان پہنچانے کیلئے عمل میں نہیں لایا جائے گا"

تو اسلامی اور مروجہ دونوں قسم کے قوانین میں اس ضابطے کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے کہ حصولِ مال کے سلسلہ میں کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے کسی دوسرے کو نقصان پہنچے۔

۱۱۔ مقروض سے منفعت کے حصول کی حرمت:

اگر کوئی کسی کو اپنا مال قرض کے طور پر دیتا ہے تو اس مقروض سے کسی طرح کا استفادہ جائز نہیں ہو گا۔ فقہی قاعدہ کی صورت میں اس کو یوں واضح کیا گیا ہے:

[56] ۔Broom, Legal maxims, P: 648


OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

کل قرض جر نفعاً فھو ربًا[57] "ہر وہ قرض جو منافع کا سبب بن رہا ہو، وہ سود ہے"

یہ قاعدہ فقہیہ حضرت حکم سے مروی حضرت ابراہیم کے قول سے ماخوذ ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

کل قرض جرّ منفعۃ فھو ربًا[58] "ہر وہ قرض جو منفعت کا سبب بنے وہ سود ہے"

اس قاعدہ سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ اگر قرض دینے والا قرض لینے والے سے کوئی مفاد حاصل کرتا ہے تو اس کا یہ عمل اس کیلئے سود شمار کیا جائے گا۔ اسلام کا یہ اصول واضح کر رہا ہے کہ اگر کسی کے ساتھ کوئی ہمدردی کرنا مقصود ہو تو اس میں دنیا کے مفاد کی بجائے اللہ کی رضا پیشِ نظر رہنی چاہیئے مگر اس کے برعکس اگر اس مجبور سے کوئی فائدہ حاصل کرلے اور اس کی بنیاد وہ دیا گیا قرض ہو تو ایسا فائدہ کا حصول قرض دینے والے کیلئے جائز نہ ہو گا خواہ یہ نقدی کی صورت میں ہو کیونکہ اس قاعدہ کی رو سے یہ سود شمار کیا جائے گا۔ لہٰذا ایسے معاملہ میں احتیاط اشد ضروری ہے اور اس کی مثال امام اعظم ابو حنیفہؒ کے اس عمل سے دی جا سکتی ہے کہ آپ نے کسی سے قرض وصول کرنا تھا اور اس مقصد کیلئے اس کے گھر گئے تو دروازے پر دستک دے کر اسکے گھر کی دیوار سے دور ہٹ کر دھوپ میں کھڑے ہو گئے تو کسی نے کہا آپ دھوپ کی بجائے دیوار کے سایہ میں کھڑے

[57] ۔ تحفۃ الفقہاء۔ قواعد و ضوابط۔ مأخوذ از موقع فضیلۃ الشیخ سلطان بن عبد اللہ العمری، www,denana.com/supervosor/articles.aspx?article_no=9730

[58] ۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ، کتاب البیوع، باب الزجر عن القرض اذا جر منفعۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1، 2003/411؛ ابن ابی شیبۃ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد، المصنف، کتاب البیوع والأقضیۃ، باب من کرہ کل قرض جر منفعۃ، مکتبۃ الرشد، الریاض، 1409ھ، 4/327

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

ہو جائیں تو آپ نے اس خطرہ کے پیش نظر ایسا کرنے سے انکار کر دیا کہ مقروض دیوار کے سایہ سے استفادہ کہیں سود نہ بن جائے۔اسی طرح آپ کسی مقروض کے درخت کے سایہ میں نہ بیٹھتے اور فرماتے تھے کہ ہر وہ قرض جو نفع کھینچے وہ سود ہے[59]۔

معلوم ہوا کہ قرض کی صورت میں حاصل کیا جانے والا ہر نفع سود شمار ہو گا جو کہ یقیناً انسانی عاقبت کی بربادی کا سبب اور لوگوں کی حق تلفی ہے۔ان چند اوراق میں قواعد فقہیہ کو بیان کرتے ہوئے حرام اشیاء کو اپنے پاس رکھنے اور تجارت کرنے، جلد مال حاصل کرنے کی صورت میں وراثت اور وصیت سے محرومی، اشیاء میں اباحتِ اصلیہ، اصولی اور فطری طور پر ذمہ داری سے انسان کا بری ہونا، مشقت کا آسانی کا سبب بننا، ضرورتیں ممنوع اشیاء کے جواز کا سبب، ضروریات میں بقدر ضرورت جواز، حصول مال میں مقاصد کی اہمیت، مفاسد کو دور کرنا، مشکوک کی بجائے یقینی ذرائع مال اپنانے، استصحابِ حال، دو برائیوں میں کم تر برائی کو اپنانا، حصول مال میں عرف و عادت کا اعتبار، حلال و حرام کے اجتماع کی صورت میں اجتناب، اصل اور متبوع کے ملکیت کی صورت میں فروع و توابع کا مالک ہونا اور اس کا برعکس، نفع و نقصان میں شرکت کا ضابطہ، حصول وراثت و ملکیت میں قرابت داری اور ہمسائیگی کی اہمیت، صدقہ وہبہ کی تکمیل میں قبضہ کا ضروری ہونا اور قریب کے زمانے کی خریداری وغیرہ کی ترجیح جیسے ضوابط کا ذکر کیا گیا ہے۔

---

[59] ۔ابن حجر مکی، شہاب الدین احمد، **الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان**، الفصل الثامن عشر۔فی زھدہ وورعہ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 1403ھ۔1983م، ص:60

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

اس بحث میں مال کی حلت و حرمت سے متعلق اسلامی اصول وضوابط کی وضاحت کی گئی ہے اور جن امور کی وضاحت کی گئی اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

مال صرف اور صرف حلال ہی کمایا جائے اور حرام مال کمانے کی تمنا بھی نہ کی جائے اور نہ ہی اس کو پاس رکھا جائے، مال کا حصول تبھی جائز ہے جب اس کے حصول کی شریعت اجازت دیتی ہو اس لئے جو مال استعمال کرنا جائز ہے اس کا پاس رکھنا بھی جائز ہے لیکن جس مال کا استعمال جائز نہیں ہے اس کا پاس رکھنا بھی جائز نہیں ہو گا۔ لیکن جب اموال کی حلت و حرمت کے گوشوں کو دیکھا جائے گا تو اصلاً اموال کو حلال ہی شمار کیا جائے گا لیکن جب ان کی حرمت پر شرعی دلیل آجائے پھر حلال کی گنجائش نہیں ہو گی۔ اس حوالے سے شریعتِ اسلامیہ میں حلا اور حرام اشیاء سے متعلق تفصیلی احکام موجود ہیں اور جن کے بارے میں شریعت خاموش ہے ان کو حلال تصور کیا جائے گا۔ لیکن دوسری ضرورت کی صورت میں حرام اشیاء مقدار ضرورت کے مطابق حلال ہو جاتی ہیں اور اس کا مقصد جان کی حفاظت کرنا اور اس مقصد کے لئے آسانی پیدا کرنا ہے۔ لیکن اس شرعی جواز میں ضرورت کی مقدار اور اس کے وقت کا اعتبار کیا جائے گا، لہٰذا ضرورت سے زیادہ اور ضرورت کے بغیر حرام کا استعمال قابلِ مؤاخذہ ہو گا۔ مالی ذمہ داریوں میں اگر کہیں اختلاف آجائے تو اس کا فیصلہ ثبوت کے مطابق کیا جائے گا، ثبوت کے بغیر قرض وغیرہ اور دیگر ذمہ داریوں کو بوجھ کسی پر نہیں ڈالا جائے گا۔


CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

اشیاء کے استعمال میں لوگوں کی اور اس علاقے کے رواج کو مد نظر رکھنا بھی ضروری ہے لہذا اگرے پڑے پھل کھانا اگر کسی علاقے میں معیوب نہیں ہے تو شرعاًاس پر کوئی گرفت نہیں ہو گی، حلال اور حرام کی آمیزش کی صورت میں حرام کو غلبہ حاصل ہو گا اور ایسا آمیزہ حرام قرار پائے گا، کسی مال کی فروخت کی صورت میں اس سے متعلق تمام منافع بھی ساتھ ہی فروخت شدہ متصور ہونگے، جو شخص کسی چیز کا مالک ہو وہ اس کی ضروریات کا بھی مالک ہو تا ہے، جب اصل ساقط ہو جائے تو فرع بھی ساقط ہو جاتی ہے، کبھی اصل ثابت نہ ہونے کے باوجود فرع ثابت ہو جاتی ہے، استفادہ کی بنیاد تاوان میں شراکت ہے، نقصان نفع کے ساتھ ہو تا ہے، جو جتنا زیادہ قریبی ہے وہ اتنا زیادہ حق دار ہے، تمام واقعات میں اصل یہ ہے کہ ان کو قریبی زمانہ کی طرف منسوب کیا جائے گا، نہ تو کسی کو نقصان پہنچانے کی اجازت ہے اور نہ نقصان کا ازالہ نقصان پہنچا کر کیا جائے، ہر وہ قرض جو منافع کا سبب بن رہا ہو، وہ سود ہے۔ یہ تمام اصول ایسے قواعد ہیں جن پر مال کمانے کا معیار مقرر کیا جا سکتا ہے جس سے اس کی حلت اور حرمت کا حکم واضح ہا جاتا ہے۔

ان تمام قواعد پر مشتمل اس بحث کا ماحصل یہ سامنے آتا ہے اگر تو مال کا حصول شریعت کے اصولوں کے تابع ہے تو حصول مال یقیناً ایک عبادت ہے ورنہ یہ عمل وبال جان اور اخروی عذاب کا ذریعہ ہے لہذا حکومتِ وقت اور عوام الناس کا یہ فرض ہے کہ کسبِ مال میں ان اصول و ضوابط اور قواعدِ فقہیہ کو پیشِ نظر رکھیں تاکہ مال میں برکت بھی ہو اور اللہ کی رضا اور شریعت کی منشاء کی اتباع کی وجہ سے طلب و کسبِ مال کا یہ عمل عبادت بھی بن جائے اور اس دنیا اور آخرت دونوں کا سامان ہو۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

## حوالہ جات


1. الخطیب، محمد شربینی، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، کتاب عقد (الجزیۃ)للکفار، دار الفکر بیروت، لبنان، 4/246
2. القرآن الکریم،5:90
3. مسلم بن حجان قشیری، الجامع الصحیح، کتاب الاشربۃ، باب تحریم الخمر وبیان انہا تکون من عصیر العنب ومن التمر والبسر والزبیب وغیرہا مما یسکر، قدیمی کتب خانہ کراچی، 1375ھ-1956م، 2/162
4. بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب بیع المیتۃ والأصنام، قدیمی کتب خانہ، 1381ھ-1961م، 2/298؛ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب تحریم الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام، 2/23؛ النسائی، ابو عبد الرحمٰن احمد بن علی، السنن، کتاب الفرع والعتیرۃ، باب النہی عن الانتفاع بشحوم المیتۃ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2/191
5. 1 ـ Control of Narcotic Substances Act,Sction6,Imran Law Book House Lahore,Edition,2008, P: 33
6. 1 . Control of Narcotic Substances Act,Sction 9, P:44
7. ابن قدامۃ، عبد اللہ، الکافی فی فقہ الامام احمد بن حنبل، باب الآنیۃ، 1/17، المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، 1408ھ-1988ء؛ ابن قدامہ، عبد اللہ، المغنی، باب زکوۃ الذہب والفضۃ، 2/325؛ سبکی، تاج الدین عبد الوہاب بن عبد الکافی، تحقیق: شیخ عادل احمد عبد الودود و شیخ علی محمد المعوض، الاشباہ والنظائر، دار لکتب العلمیۃ، بیروت، 2001م، 1/150
8. ابن رشد، بدایۃ المجتہد، کتاب البیوع، الباب الأول فی الأعیان المحرمۃ البیع، فاران اکیڈمی، لاہور، 2/145
9. سیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن، الاشباہ والنظائر شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی واولادہ، مصر، 1378ھ-1909م، ص:27
10. القرآن الکریم،2:29
11. دار قطنی، علی بن عمر، السنن، کتاب الرضاع، نشر السنۃ، لاہور، 4/84؛ کتاب الأشربۃ، باب الصید والذبائح والأطعمۃ، 4/298
12. 1 . Broom,Herber, Legal maxims, Sweet and Maxwell LTD. London, 1939, P: 640
13. علی حیدر، شرح مجلۃ الاحکام العدلیۃ، آرٹیکل، 21، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ص:33
14. القرآن الکریم،6:119
15. ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن، کتاب الطلاق، باب طلاق المکرہ والناسی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص:147
16. ابن ضویان، ابراہیم بن محمد بن سالم، منار السبیل، تحقیق: زہیر الشاویش، کتاب الایمان، فصل شروط وجوب الکفارۃ خمسۃ اشیاء، المکتب الاسلامی، بیروت، 1410ھ-1989م، 2/486-436
17. المرغینانی، برہان الدین علی بن ابی بکر، الہدایۃ، کتاب اللقطۃ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2/592
18. نفس المرجع، 2/599
19. 1 . Broom, Legal maxims, P:8
20. ابن نجیم، زین العابدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص:43


OPEN ACCESS



CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 5, 2025

21. ابن نجیم، الاشباہ والنظائر:28

22. زرقاء، مصطفیٰ بن احمد، المدخل الفقہی العام، دمشق، 1968م، 2/968

23. 1 . Broom, Legal maxims, P: 419

24. علی حیدر، شرح مجلۃ الاحکام العدلیہ، آرٹیکل، 36، ص:40

25. القرآن الکریم، 2:228

26. القرآن الکریم، 4:19

27. القرآن الکریم، 5:89

28. القرآن الکریم، 24:58

29. حاکم نیشاپوری، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، المستدرک علی الصحیحین، تحقیق: مصطفی عبدالقادر عطا، کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم، حدیث نمبر 4465، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 1411ھ۔1990م، 3/84؛ حموی، احمد بن محمد، غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 1405ھ-1985م، 1/268

30. اتاسی، محمد خالد، شرح المجلہ، المقدمۃ، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، 1/79-78 حموی، غمز عیون البصائر، 1/269

31. حموی، غمز عیون البصائر، 1/269

32. 1 ۔Broom, Legal Maxims, P:623

33. 1. Indian Easement Act 1882, Section 18, Commentry: Sri T.D.Khurana, 1/626

34. 1. Ibid

35. ابنِ نجیم، الاشباہ والنظائر:55

36. صنعانی، عبدالرزاق بن ہمام، المصنّف، کتاب الطلاق، باب الرجل یزنی بأم أمرأتہ، تحقیق: حبیب الرحمن اعظمی، المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، 1392ھ-1972م، 7/199

37. المرجع السابق

38. ابنِ نجیم، الأشباہ والنظائر:55

39. المرجع السابق

40. حموی، غمز عیون البصائر، 1/183

41. اتاسی، محمد خالد، شرح المجلۃ، 1/111

42. علی حیدر، درر الحکام، آرٹیکل 1، 49/18

43. الموسوعۃ الفقہیۃ، تبعیۃ، وزارۃ الأوقاف والشؤن الاسلامیۃ بالکویت، 1407ھ-1987م، 10/95

44. زیلعی، عثمان بن علی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، باب مایجوز للمکاتب أن یفعلہ، مکتبہ امدادیہ ملتان، 1315ھ، 5/158؛ ابنِ نجیم، زین الدین بن ابراہیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب المکاتب، باب مایجوز للمکاتب أن یفعلہ، مکتبہ ماجدیہ، کوئٹہ، 8/48-47


OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
May 5, 2025

45. 1. Broom, Legal Maxims, P:110

46. ندوی، احمد علی، القواعد الفقھیۃ، دارالقلم، دمشق، 1406ھ-1986م، ص:305

47. 1۔Broom, Legal maxims, P: 482

48. زرقاء، المدخل الفقہی العام، الفقرۃ: 650، 2/1035

49. نابلسی، محمد راتب، التکافل الاجتماعی فی الاسلام، ماخوذ از nabulsi.com/blue/ar/print.php?art=2355

50. صابونی، محمد علی، احکام المواریث، المحاضرۃ الخامسۃ۔الحجب من المیراث، عالم الکتب، بیروت، لبنان، ص:82-81

51. المرغینانی، الھدایۃ، 2/391؛ شریف جرجانی، علی بن محمد بن علی: التعریقات، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص:92؛ ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر، کتاب الشفعۃ، باب طلب الشفعۃ والخصومۃ فیہا، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، 8/308-307

52. 1 ۔Broom, Legal maxims, P: 339

53. 1 ۔Broom, Legal maxims, P: 64

54. امام مالک، موطأ، کتاب الأقضیۃ، باب القضاء فی المرفق، قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ، کراچی، ص:643؛ ابن ماجہ، السنن، ابواب الأحکام، باب من بنی فی حقہ ما یضرّ بجارہ ص:169

55. 1 ۔Punjab Pre-emption Act, Section,6(2), P: 23

56. 1 ۔Broom, Legal maxims, P: 648

57. تحفۃ الفقہاء۔ قواعد وضوابط۔ ماخوذ از موقع فضیلۃ الشیخ سلطان بن عبداللہ العمری، www,denana.com/supervosor/articles.aspx?article_no=9730

58. ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ، کتاب البیوع، باب الزجر عن القرض اذا جر منفعۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، 1، 2003/411؛ ابن ابی شیبۃ، ابو بکر عبداللہ بن محمد، المصنف، کتاب البیوع والأقضیۃ، باب من کرہ کل قرض جر منفعۃ، مکتبۃ الرشد، الریاض، 1409ھ، 4/327

59. ابن حجر مکی، شہاب الدین احمد، **الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان**، الفصل الثامن عشر۔ فی زھدہ وورعہ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 1403ھ۔1983م، ص:60


OPEN ACCESS
CC BY